رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... عہ
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... عہ
سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۲) | یکم اردی بہشت ۱۳۵۲ ف | ۲۸ صفر ۱۳۶۲ ہجری | ۶ مارچ ۱۹۴۳ء روز شنبہ | نمبر (۴۷)

حیدرآباد کی صنعتی ترقی

حکومت کی توازن پالیسی

مزدوروں کی بہبود کے لئے قانون سازی

معاشی قومیت کے فروغ کے باعث جو کہ اقوام کی جارحانہ روش کے اعتبار سے گذشتہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد کی پیداوار ہے ممالک محروسہ کی صنعتی ترقی کے مسئلہ نے بھی نمایاں اہمیت حاصل کرلی ہے اور حکومت سرکار عالی نے ہندوستانی اور عالمی صنعتی میدان میں حیدرآباد کو اس کا صحیح مقام حاصل کرنے کے قابل بنانے کے لئے متعدد تدابیر اختیار کی ہیں۔

متوازن پالیسی ممالک محروسہ کی صنعتی ترقی کے بارے میں حکومت سرکار عالی کی پالیسی کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ اس نے جدید قسم کی صنعتوں اور پرانی گھریلو صنعتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے کی کوشش کی ہے اور بڑے پیمانے کے صنعتوں کو قائم کرنے اور ترقی دینے میں تمام مناسب سہولتیں بہم پہنچانے کے ساتھ ہی اس کا پورا خیال رکھا کہ گھریلو صنعتیں بھی نہ صرف برقرار رہیں بلکہ مشینوں کی بنائی ہوئی اشیاء سے شدید مقابلے کے باوجود ترقی بھی کرسکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے ایک کروڑ روپے کے ابتدائی سرمایہ سے ۱۳۴۸ف میں ایک محفوظ صنعتی سرمایہ قائم کیا گیا جو بعد کو تقریباً دو کروڑ روپے تک بڑھ گیا۔ یہ سرمایہ بڑے پیمانے کی منتخب کردہ صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے قرضوں، امدادوں اور فنی تعلیم کے لئے وظیفوں پر صرف کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جدید قسم کے متعدد بڑے کارخانے قائم ہوگئے اور گھریلو صنعتوں کی کثیر تعداد بھی فنا ہونے سے محفوظ رہی۔ ممالک محروسہ میں صنعتوں کی وسعت کی تیز رفتاری کے مدنظر قرض کی موجودہ سہولتیں نہ صرف متروک بلکہ ناکافی ثابت ہوئیں اور اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے حال ہی میں ایک اسٹیٹ بنک قائم کیا گیا ہے جس کا ایک اہم فرض صنعتی اداروں کی مالی امداد بھی ہے۔

برقابی اسکیم

مملکت آصفیہ کی معدنی دولت اس کا نہایت ہی اہم اثاثہ ہے اور گزشتہ چند سال کے دوران میں صنعتوں کی متواتر ترقی اور آئندہ چند برسوں میں وسیع ترقی کے امکانات اور توقعات کے مدنظر حکومت نے بھی ممالک محروسہ میں برقابی قوت زیادہ سے زیادہ مقدار میں فراہم کرنے پر پوری توجہ کی ہے۔ چنانچہ صنعتی اداروں کے لئے سستی برقابی فراہم کرنے کی متعدد اسکیمیں مرتب ہوچکی ہیں اور اس پالیسی کے تحت نظام ساگر کے ذخیرہ آب سے برقابی قوت حاصل کرنے کے لئے پچاس لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

صنعتی کارپوریشن کا قیام

صنعتی سرگرمیوں کو ترقی دینے کے لئے حال ہی میں جو تدبیریں اختیار کی گئی ہیں ان میں ایک صنعتی کارپوریشن کا قیام بھی شامل ہے اور ممالک محروسہ میں ادویات، شیشہ، شیشہ کی اشیاء، گھی، اسٹارچ، اور دوسری تجارتی اشیاء کی بڑے پیمانہ پر تیاری کی غرض سے حکومت اس کی مالی امداد کرے گی۔ اس مقصد کے تحت ایک سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی مجلس بھی قائم کی گئی ہے۔ تاکہ صنعتی تحقیقات کو فروغ دیا جاسکے اور ان تحقیقات سے مرتب شدہ نتائج سے کام لے کر ممالک محروسہ میں صنعتوں کو ترقی دینے کی عملی تدبیریں اختیار کی جاسکیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان تمام سرگرمیوں کا اصل سبب جنگ کے پیدا کردہ حالات ہیں لیکن جنگی ضروریات کی تکمیل کے لئے یہ متعدد کوششیں ممالک محروسہ کی آئندہ صنعتی ترقی کے لئے بھی اساسی حیثیت رکھتی ہیں اور بجا طور سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ممالک محروسہ کی معاشی اور صنعتی زندگی کی آئندہ اسکیم میں یہ سرگرمیاں مستقل حیثیت اختیار کرلیں گی۔

متعدد صنعتی اداروں کا قیام

اس ضمن میں ابتدائی قدم اٹھایا جاچکا ہے اور نتیجتاً یہ تصفیہ ہوا ہے کہ متعدد صنعتی ادارے قائم کئے جائیں ان اداروں کا مجموعی جاری کردہ سرمایہ ایک کروڑ روپے ہے اور حکومت نے مجموعی سرمایہ کا نصف حصہ فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے بشرطیکہ باقی ماندہ نصف حصہ ممالک محروسہ کے سرمایہ دار جمع کرلیں۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے ہر سال پندرہ لاکھ روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اب تک تین کارخانے قائم کئے جاچکے ہیں یعنی آل وین اسٹیل کمپنی جس کا جاری کردہ سرمایہ پندرہ لاکھ روپے ہے اور اس میں سے ۷ لاکھ روپے حکومت نے فراہم کئے ہیں۔ حیدرآباد اسٹارچ پروڈکٹس جس کا مجموعی جاری کردہ سرمایہ پانچ لاکھ روپے ہے اور اس میں سے ڈھائی لاکھ روپے حکومت نے فراہم کئے ہیں اور حیدرآباد کیمیکلس جس کا جاری کردہ سرمایہ بیس لاکھ

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

مملکت

ہفتہ وار

جلد ۲ | یکم اردی بہشت روز شنبہ ۱۳۵۲ف | نمبر ۴

ملک کی حقیقی قیادت حکومت کے ہاتھ ہے

پبلک کارکنوں کے امتحان کا وقت

حکومت سرکار عالی نے اپنے ایک حالیہ اعلامیہ میں حسب ذیل چار امور کا اعلان کیا ہے۔

(۱) انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک ادارہ کے قیام کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(۲) معاشی تنظیم سے متعلق جو تجاویز وقتاً فوقتاً پبلک اداروں کی جانب سے پیش ہوتی رہی ہیں اُن پر اس وقت غور کیا جائے گا جبکہ آئینی مشاورتی کمیٹیاں ان تجاویز پر غور و فکر کر کے اپنی رائے پیش کریں گی۔ جو آئینی مشاورتی کمیٹیاں عنقریب تشکیل دی جائیں گی۔

(۳) مختلف سررشتہ جات اور عہدہ داروں کی تنظیم جدید کی اسکیم بھی حکومت کے زیر غور ہے۔

(۴) مابعد جنگ مسائل پر غور کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔

خرابی کے دیگر اسباب

امر اول سے متعلق یہ کہنا ضروری ہے کہ نظم و نسق میں خرابی کی وجہ صرف رشوت ستانی نہیں ہو سکتی۔ بد نظمی کے اس کے اور بھی وجوہ موجود ہیں۔ اور رشوت ستانی کے اقسام بھی مختلف ہیں۔ پس ان خرابیوں کے انسداد کے لئے جو بھی ادارہ قائم ہو اُس کو چاہئے کہ اپنی نظر وسیع رکھے اور استحصال ناجائز، حقوق کی پامالی، کاروبار سرکاری میں تعویق، شخصی اغراض، یار نوازی، سفارشات، اقربا نوازی، تقررات میں انتخاب، وطن پر غیروں کو ترجیح دینا اور اسی قسم کی دیگر خرابیوں کو بھی اپنے دائرہ تحقیق میں لے۔ چنانچہ انگریزی اصطلاح میں (Corruption) کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ان جملہ امور بد عنوانی و بد انتظامی اور رشوت ستانی اس لفظ کا صحیح ترجمہ نہیں ہے۔ اس اعتبار سے مجوزہ ادارے کے دائرہ تحقیق میں ہر وہ چیز شامل رہنی چاہئے جو نظم و نسق کی خرابی کا باعث ہوتی ہے۔ ہم حکومت سے پر زور مطالبہ کریں گے کہ وہ مجوزہ ادارہ کو وسیع اختیارات کا حامل بنائے اور اس کو نظم و نسق کے ہر پہلو پر تنقید و تبصرہ کرنے کی آزادی دے۔ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ ہم اُسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ مرض اور تشخیص مرض کی انجام دہی میں جارحانہ ہوں۔ اگر اس عزم کے ساتھ حکومت اپنے مستحسن مقصد کو لے کر آگے بڑھے تو ہزار ہا بہی خواہ افراد و ادارے حکومت کے ساتھ مخلصانہ تعاون عمل کریں گے اور جو ایسا نہیں کریں گے وہ عوام کے سامنے اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو جائیں گے۔

ذمہ داری سے پہلو تہی

امر دوم اس اعلان پر مبنی ہے کہ اسکیم اصلاحات کے تحت جو آئینی مشاورتی کمیٹیاں تشکیل طلب ہیں وہ عنقریب معرض وجود میں آجائیں گی اور معاشی تنظیم کی جملہ تجاویز ان کمیٹیوں کے مباحث اور سفارشات کی روشنی میں جانچی جائیں گی۔ ہم حکومت کے اس طرز عمل سے بالکل متفق ہیں۔ معاشی تنظیم کی اسکیموں کی کامیابی بالعموم پبلک کے اشتراک عمل پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے پبلک کے نمائندوں کے رجحانات اور خواہشات کے مطابق اسکیموں کا نفاذ ان کی کامیابی کی ضمانت ہوگی۔ اس ضمن میں ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ بعض پبلک کارکنوں کا ان کمیٹیوں سے علحدہ رہنا ان کو ترک فرض کا مجرم قرار دیتا ہے۔ اخباری بیانات دینے یا جوشیلی تقاریر کرنے سے یہ بات بدرجہا بہتر ہے کہ ارکان حکومت کے دوش بدوش بیٹھ کر کامل احساس ذمہ داری کے ساتھ مسائل کو حل کیا جائے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ذمہ داری سے کیوں پہلو تہی کی جا رہی ہے۔ اگر کوئی شخص ملک کے لئے بھلائی کرنا چاہتا ہے یا برائی کو روکنا چاہے تو اس سے زیادہ موثر اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ صدر المہام متعلقہ اور معتمد متعلقہ سے مسائل پر تفصیلی بحث کی جائے اور متعلقہ اشخاص کا محاسبہ کیا جائے اور ہر مسئلہ کے مالی اور انتظامی پہلو پر نظر غائر ڈالی جائے۔

عہدہ داروں کو اپنا ہم خیال بنایا جائے۔ ہر منصف مزاج یہی کہے گا کہ حضرت بندگان اقدس نے پبلک کارکنوں کو براہ مراحم خسروانہ خدمت ملک کا جو موقع عطا فرمایا ہے اس سے استفادہ نہ کرنا اپنے وطن دوستی کے دعوے کو باطل ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اگر کوئی شخص صدر المہام کا مشیر کہلانے کو عار سمجھے اور خود صدر المہام بننا چاہے تو اس کا کسی دستور میں علاج نہیں کیونکہ باب حکومت کی نشستیں محدود ہیں اور ان نشستوں کے دعویدار لامحدود۔ اس مسئلہ کا کوئی قابل عمل حل اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک کہ ہر امیدوار اپنے خود حاصل کردہ مقام پر مطمئن ہے اور جب تک حیدرآباد کے ہندو اور مسلم زعما بیرون حیدرآباد سے اپنی نظریں ہٹا کر آپس میں کوئی باعزت اور قابل عمل سمجھوتہ نہ کرلیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بالکل ممکن ہے کہ چند سرکردہ ہندو اور مسلم پبلک کارکن اپنے آپ کو باب حکومت کی رکنیت پر فائز پائیں۔ اگر ان شرائط کی تکمیل نہیں ہوتی ہے تو اس میں قصور ہماری پبلک زندگی کا ہے۔ ہمارے خیال میں موجودہ حالات کے تحت حضرت بندگان اقدس نے پبلک کارکنوں کو جو خدمت گزاری کے جو بیش بہا مواقع عطا فرمائے ہیں اُن سے کما حقہ استفادہ نہ کرنا ایک طرف ملک کے ساتھ بے خدمتی کرنا ہے تو دوسری طرف بادشاہ کے احسانات کی ناشکری۔

اختلاف رائے کا احترام

ہمیں توقع ہے کہ نام نہاد ہندو کانگریس کے ذمہ دار ارکان جو فی الوقت عالم تعطل میں پڑے ہوئے ہیں اپنے فرائض کو محسوس کریں گے اور ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین اپنے اصرار کو ترک کردے گی کہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں میں صرف اُنہی مسلمانوں کو شریک ہونے کا حق ہے جو مجلس کے نامزد کردہ ہوں۔ کسی مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا یا اس کی نیت پر شبہ کرنا شعائر اسلامی کے منافی ہے۔ نواب بہادر یار جنگ بہادر اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ اختلاف رائے خواہ وہ سیاسی امور میں ہو یا غیر سیاسی ایک ناقابل برداشت جرم نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ایک قابل لحاظ رحمت ثابت ہوتا ہے۔ تو رشیت اپنی یک رنگیت پسند نہیں ہے۔ خود مسلمانوں میں آغاز اسلام سے آج تک اختلاف رائے چلا آتا ہے لیکن اسلامی رواداری کا تقاضا یہ ہے کہ اختلاف رائے کو بغض و عناد کی بنیاد نہ بنایا جائے۔ ہم نواب بہادر یار جنگ بہادر اور اُن کی مجلس کو یقین دلاتے ہیں کہ مجلس کے باہر بھی مسلمان موجود ہیں جن کی رائے کو وہ خود بھی ناقابل وقعت نہیں سمجھ سکتے۔ مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کسی ایک جماعت کا اجارہ نہیں بن سکتی۔ ممکن ہے کہ اپنے بعض انتہا پسند رفقا کے اثر کے زیر اثر نواب بہادر یار جنگ بہادر نے مذکورہ بالا رائے کا اظہار کیا ہو لیکن ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ اگر نواب صاحب چند روز اپنی جاگیر میں قیام فرما کر ٹھنڈے دل سے اپنی اس رائے کا جائزہ لیں تو وہ یقیناً ہمارے ہم خیال ہو جائیں گے۔

اور ہر مہینے مختلف ضروریات حصہ داروں کی کمیٹی کی بکثرت [illegible] سے متعلق ہو رہی ہے ... اسی بنا پر قائم کی گئی کہ ... کی حکومت اعداد و شمار کی کمیٹی کے سپرد ہو گیا ہے۔ [illegible] ان امور و مسائل پر ... بابت قریب کمیٹی ... دو ماہ کے اندر ان نقشوں اس کے مطابق ... صاحب تجویز ... کو ایک کر لیا جائے اور تمام متعلقہ اشخاص کانگریس کے ان کارکنوں کو خدمت ملک کا موقع دیا جائے جو ملک کی وجہ سے لوٹا ہوا [illegible] حاصل نہیں کر سکے ہیں۔

مابعد جنگ مسائل

اور چہارم ہر حکومت کے اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مابعد جنگ مسائل پر غور کرکے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جانے گی۔ ان مسائل کا سب سے اہم ... میں ... چند مہینوں تک یعنی ہے کہ مسائل بخوبی ... ہم ... دنیا کی ... اور معاشیات کے ذریعہ ... کو اس ... کے خلاف ... کیا ہے جبکہ ان کے لئے ... اور سکے ... حاصل کرنے کے لئے غیر مؤثر ہوں گے۔ ... نے بیان کیا ہے کہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد ... یورپ کے اکثر ممالک میں پیدا ہو چکی تھی ... جنگ کی ... کوئی مناسبت باقی نہیں رہی تھی۔ اگر حکومت ہند کے ذمہ دار عہدہ داروں نے ... کی ... قرار دیا ہے لیکن ہم اپنی حکومت کو یہ مشورہ دینا چاہیں گے کہ وہ اس مسئلہ پر ایک غائر نظر ڈالے۔ ہمارے ملک کی کرنسی ... اضافہ ہو گیا ہے تاہم ہم کرنسی کی حالت برطانوی ہند سے بہتر ہے۔ دوسری طرف منافع خوروں کی حرص و ہوس نے عام خریداروں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ روپیہ کی اصلی اور قانونی قیمت میں جو تفاوت پیدا ہو چلا تھا اس کا ایک حد تک حکومت نے ازالہ کر دیا ہے۔ تاہم ... محتاج توجہ ہے۔ اس لحاظ سے مابعد جنگ مسائل پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی جانے گی اس میں ماہرین ... کی شرکت از بس ضروری ہے۔ دوسرا مسئلہ جو جنگ کے بعد شدید اور پیچیدہ صورت اختیار کرے گا وہ ... کا ہے۔ ... صنعتوں کو ... ان کی سطح پر لانے کے لئے ایک غور کردہ ... ضروری ہے۔ ملک کو صنعتی اعتبار سے حتی الامکان خود مکتفی بنانے کا مسئلہ بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس مضمون میں ہمارے آنریبل مسٹر غلام محمد کی تنقید کا غور اور التزام کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور ہم انہیں اور ان کے ہم خیالوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ... غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں جس کا ... صاحب ... ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم ضرور اس کے قائل ہیں کہ کوشش اور توجہ سے ملک کی صنعت کو ہمارے ملک میں فروغ دیا جا سکتا ہے ... کو پورا کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم غریب طبقوں کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ اس طرح ... اور چھوٹی صنعتوں کو اونچی وسعت دی جا سکتی ہے کہ ہمارا ... بیروزگاری ... سے ... نجات ...

وہم اور بنیادی حقیقتیں ان کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ ہم حکومت کو یہ مشورہ دیں گے کہ اس کمیٹی میں ان افراد کو شریک نہ کیا جائے جو مفادات حاصلہ کی تعریف میں داخل ہیں کیونکہ ان کی رائے کا بے لاگ ہونا ایک غیر فطری بات ہے۔ مفادات حاصلہ سے ہماری مراد ایسے کارخانہ داروں سے ہے جو زمانۂ جنگ میں ملک کی معاشی فضا پر چھا گئے ہیں۔ ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے ذاتی مفاد پر ملک کے عام مفاد کو ترجیح دیں گے تعریف بے سود ہے۔ منافع خوروں غیر فطری اور مصنوعی حالات کو برقرار رکھنا چاہیں گے اور عام خریداروں کی یہ خواہش ہوگی کہ یہ حالات جلد بدل جائیں اور یہیں سے مفادات کا تصادم شروع ہوگا اور ظاہر ہے کہ حکومت کو عام خریداروں اور بالخصوص غریب طبقوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ اس اعتبار سے اس کمیٹی میں متوسط اور غریب طبقوں کی صحیح نمائندگی کرنے والے ارباب فکر کی ضرورت لاحق ہوگی۔

ایک اور مسئلہ فوج کے موجودہ بڑھے ہوئے مصارف کو زمانہ امن کی سطح پر لانے سے متعلق ہوگا۔ اس ضمن میں بھی بیروزگاروں کا ایک طبقہ حکومت کی توجہ کا طالب ہوگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایک لائق اور تجربہ کار فوجی افسر اس کمیٹی میں شریک کیا جائے تاکہ وہ یہ بتا سکے کہ فوج سے نکالے ہوئے نوجوانوں کو کس کام پر لگایا جا سکتا ہے۔

آخر میں ہم حکومت سرکار عالی کو اس کی ان توجہات پر دلی مبارکباد دیتے ہیں جو حالیہ اعلان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ برطانوی ہند میں رائے عامہ حکومت سے ایک قدم آگے رہتی ہے اور حکومت کی قیادت اور رہنمائی بھی کرتی ہے لیکن حیدرآباد کی حکومت قابل مبارکباد ہے کہ وہ رائے عامہ سے ایک قدم آگے ہے اور رائے عامہ کی تربیت اور رہنمائی کر رہی ہے۔ اگر پبلک کارکن ان مسائل میں حکومت سے اشتراک عمل نہ کریں تو اس میں قصور حکومت کا نہیں بلکہ رعایا کے ان طبقات کا ہے جو اپنے کارکنوں کو اپنا لیڈر سمجھتے ہیں۔

---

۲۴ مجلس اتحاد المسلمین ورنگل کا سالانہ جلسہ ۲۰ فروری کو بصدارت نواب بہادر یار جنگ بہادر بمقام قاضی پیٹ منعقد ہوگا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر سالانہ جلسہ اتحاد المسلمین ضلع ورنگل کی شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

حلقہ مجلس اتحاد المسلمین کی عامہ کا ایک جلسہ بیت الآلات بیگم بازار میں بتاریخ ۹ فروری کو منعقد ہوا۔

مسٹر عبدالجبار خان ... بحیثیت آرگنائزر مجلس اتحاد المسلمین کارگزار تھے اپنے عہدے سے مستعفی ہوں گے۔

پبلک کارکنوں کے مشاغل

دوسری آرین کانفرنس کے لئے جو بمقام ... ۲۲ اپریل کو منعقد ہو رہی ہے مسٹر ... کو صدر منتخب کیا گیا ہے اور استقبالیہ کمیٹی کے صدر مسٹر ... مقرر ہوئے۔

ہندی پرچار کی منڈل کا ایک اجلاس مسٹر ونائک راؤ بیرسٹر کی صدارت میں منعقد ہو رہا ہے۔

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے یہ طے کیا ہے کہ اورنگ آباد ضلع کمیٹی کی دعوت کو قبول کرکے سالانہ اجلاس اورنگ آباد میں منعقد کیا جائے۔

آندھرا کانفرنس محبوب نگر کا سالانہ جلسہ مسٹر ... کی صدارت میں ... مارچ کو منعقد ہوگا۔ حیدرآباد سے مسٹر ... اور مسٹر رام کشن راؤ اور مسٹر ... اجلاس میں شرکت کی غرض سے تشریف لے جائیں گے۔

آل انڈیا ... کانفرنس کی شاخ حیدرآباد کا سالانہ جلسہ گذشتہ ... بمقام ... منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مسٹر ... راؤ نے کی۔ سال آئندہ کے لئے عہدہ داروں کے انتخابات عمل میں آئے۔

---

۲۰ فروری کو آریہ سماج سلطان بازار میں آریہ سماجی پنڈتوں کی تقاریر ہوں گی۔

ہندو مہا منڈل کے صدر پنڈت گوپال راؤ ... گلبرگہ سے بلدہ واپس تشریف لائے۔

پنڈت ونائک راؤ صدر آریہ سماج حیدرآباد اور پنڈت ... آریہ سماج ... کے سالانہ جلسہ سے بلدہ واپس تشریف لائے۔

آندھرا کانفرنس ... نے ... کی مہم جاری رکھی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک پانچ ہزار ارکان شریک ہو چکے ہیں۔

آندھرا کانفرنس محبوب آباد کا سالانہ جلسہ ... ادا کی بحیثیت ... مسٹر ... راؤ شروع ہوگا۔ اور ... میں ایک ... کتب خانہ کا افتتاح کیا جائے گا۔

کرناٹک کانفرنس کی مجلس عاملہ نے منعقدہ جلسہ میں ... کی نسبت حکومت سرکار عالی سے مطالبہ کیا ہے کہ ... کی مجلس عاملہ ... میں پبلک کی نمائندگی کر دی جائے۔

حیدرآباد ہر بیرونی اقتدار سے آزاد رہے

حکومت کے عہدوں کے لئے غیر ملکی افراد کی درآمد مسدود کردی جائے

امتناع مسکرات، انکم ٹیکس اور مذہبی تعلیم کی ترویج ضروری ہے

نواب میر احمد علی خاں صاحب نے طیلسانین عثمانیہ کو مخاطب فرماتے ہوئے ملک کی معاشی اور تعلیمی پستی کو رفع کرنے کے لئے دو نسخے تجویز فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ سلطنت آصفیہ ہر قسم کے بیرونی اقتدار سے آزاد رہے۔ دوسرے یہ کہ حکومت کے چھوٹے بڑے عہدوں پر اہل ملک کے قابل افراد متعین کئے جائیں۔

نواب صاحب نے فرمایا کہ مملکت آصفیہ اپنی جغرافی اور تمدنی خصوصیات کے اعتبار سے اس کی مستحق ہے کہ برطانوی ہند کے جو ملحقہ علاقے اس میں ضم کر دئے جائیں۔

امتناع مسکرات، انکم ٹیکس اور مذہبی تعلیم کی ترویج نواب صاحب کے خطبہ صدارت کے دیگر اہم اجزا ہیں۔ "حکمت"

طیلسانین عثمانیہ کی دسویں سالانہ کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے۔ نواب میر احمد علی خاں صاحب نے حسب ذیل خطبہ پڑھا:۔

انجمن طیلسانین عثمانیہ کے اغراض و مقاصد میں سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ "ملک کی علمی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور دیگر ہر جہتی ترقی کی جد و جہد کرنا اور مفاد ملک کے تمام مسائل میں حصہ لینا"۔ چنانچہ گذشتہ دس سال سے انجمن اور اس کے مختلف اداروں نے اس خصوص میں جو کوششیں کیں اور طیلسانین عثمانیہ میں خدمت ملک کا جو احساس پیدا کیا اس سے اہل ملک واقف ہیں۔ جس قدر پبلک ادارے اور اخبارات اس وقت مختلف طریقوں سے ملک کی خدمت انجام دے رہے ہیں ان کے کارکنوں پر نظر ڈالی جائے تو ان میں عثمانین کا بہت بڑا حصہ نظر آئے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عثمانین کے دلوں میں ملک کی خدمت کی ایک سچی تڑپ موجود ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے کثیر التعداد مفلوک الحال ہم وطنوں کے اس پیسہ کا معاوضہ ادا کریں جو نہایت دریا دلی کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت پر صرف ہوا ہے۔ جامعہ عثمانیہ نے جو اپنی مختلف حیثیتوں سے ہندوستان کی تمام جامعات میں ممتاز ہے یہ جذبہ ان کے اندر پیدا کی ہے۔ ملک کے پبلک ادارے اور اخبارات ان کی خدمت گذاری کی پیاس بجھانے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ ان کے عزائم بلند اور ان کے دامن تنگ ہیں۔ حکومت جس کو ملک کی بہت بڑی اور عظیم المرتبت انجمن سے تعبیر کر سکتے ہیں اور جس کو ایسے اہل ملک کا جو [illegible] ... منظور ہو سکتا ہے اس کی مشنری اور اس کے کل پرزے ہی ان کی بلند حوصلگی کا مقام ہو سکتے ہیں اور ان کے جذبۂ خدمت ملک کے اظہار کا ایک ذریعہ بن سکتے ہیں لیکن صورت حال یہ ہے کہ [illegible]

بہت ہی کم ہے۔ جس قدر عثمانین اس وقت اس مقام میں ہیں انہوں نے دینی فرض شناسی، محنت اور قابلیت کا جو اظہار کیا ہے وہ ملک کے لئے باعث فخر ہے لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا ہے ان کی تعداد اتنی کم ہیں اور جو بھی ہے اس کا محل تعین اس قدر وقتی ہے کہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔ ملک کی معاشی حالت ابتر ہے۔ شہر کے رہنے والے، دیہات کے غریب گرہست اور تہی دست کسان اور مزدور کی زندگی کا تصور نہیں کر سکتے۔ قدرتی اور صنعتی ترقی برائے نام ہے۔ ملک کی زرعی تربیت اور معاشی پستی کے اعتبار سے سررشتہ جات زراعت اور صنعت و حرفت کو جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے۔ جن سررشتہ جات کو سب سے آگے ہونا چاہئے تھا وہ سب سے پیچھے ہیں۔ ملک کی تعلیمی حالت نہایت مایوس کن ہے۔ ملک کی (۹۳) فیصد آبادی ناخواندہ ہے۔ سررشتہ تعلیمات کی سالہائے سال کی کارگذاری کا نتیجہ اس مدت اور رقم کے مقابلہ میں جو اس سررشتہ پر صرف ہوئی ہے بالکل غیر تشفی بخش رہا ہے۔ حیدرآباد کی بعض ہمسایہ ریاستوں نے ایک قلیل عرصہ میں ان سررشتوں میں ایسی حیرت ناک ترقیاں کی ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ میری ناچیز رائے میں وہاں کی ترقیوں کا راز یہی ہے کہ وہاں کے معاملات کا انصرام اہل ملک کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ مقامی آدمی جس واقفیت اور حب وطن کے ساتھ کام کر سکتا ہے اس کی توقع ایک بیرونی آدمی سے نہیں ہو سکتی لیکن یہ صورت حال ہمارے ملک میں نہیں ہے۔ آج حکومت کا انصرام اہل ملک کے ہاتھ میں آ جانے دیجئے اور پھر ملک کی گوناگوں ترقیوں کے کرشمے دیکھئے۔ میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ اہل ملک اور بالخصوص عثمانین حکومت کی ہر شعبہ سے [illegible] ذمہ داری [illegible] کے لئے تیار ہیں۔

یہ امر کس قدر حیرت ناک اور افسوسناک ہے کہ خود جامعہ عثمانیہ کے نظم و نسق میں عثمانین کی کوئی آواز نہیں ہے۔ میں اپنی تمام عثمانیہ برادری کے دلی جذبات کی ترجمانی کروں گا اگر میں یہ مطالبہ کروں کہ جامعہ کی مجلس انتظامی اور مجلس علمی میں فی الفور عثمانین کو اکثریت دے دی جائے۔ ہم عثمانین نے بالخصوص اور اہل ملک نے بالعموم اپنی بے بسی کا اس سے بڑا اور کوئی مظاہرہ نہیں دیکھا جو مسئلہ تقدیم کے سلسلہ میں دیکھنا پڑا ہے۔ تقدیم کی برخواستگی کے لئے نہ صرف عثمانین نے بلکہ ملک کے ہر مکتب خیال نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا لیکن نتیجہ یہ ہے کہ تقدیم اب بھی موجود ہے۔ جامعہ کے نظم و نسق میں ہمارا حصہ ہوتا تو یہ صورت نہ ہوتی۔ جامعہ عثمانیہ میں بعض اور بھی نقائص اور کوتاہیاں ہیں جن کو دور کیا جا سکتا ہے اگر جامعہ عثمانیہ کے نظم و نسق میں ہماری موثر نمائندگی ہو۔

برادران محترم! حیدرآباد کی آزادی کا مسئلہ آج ہر حیدرآبادی کے غور و فکر کا موضوع بنا ہوا ہے کیونکہ بہت سے مسائل کا انحصار حیدرآباد کی حیثیت اور آزادی کی اس مقدار پر ہے جو حیدرآباد کو حاصل ہے یا حاصل ہونا چاہئے۔ میری ناچیز رائے میں حیدرآباد کی ترقی کے لئے سلطنت حیدرآباد کی ہر قسم کے بیرونی اقتدار سے آزادی نہایت ضروری ہے بجز کسی ایسے ناگزیر مسئلہ کے جس کے متعلق حیدرآباد اور ہندوستان کے مجموعی مفاد کی خاطر اعلیٰحضرت بندگانعالی بذریعہ معاہدہ کوئی مناسب انتظام ضروری تصور فرمائیں۔

دوسری چیز جو میں آپ کے غور و فکر کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ حیدرآباد سے باہر کے علاقہ جات کا (خواہ وہ شمالی سرکار کے نام سے موسوم ہوں یا اضلاع مفوضہ کے یا کسی اور نام سے) حیدرآباد میں شمول ہے اس سے حیدرآباد کو ایک نہایت زرخیز علاقہ ملے گا۔ جس کا ایک بہت بڑا حصہ ساحل سمندر پر مشتمل ہوگا مچھلی بندر اور دیگر متعدد بندرگاہی شہر ملیں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علاقہ [illegible] دریا [illegible] کی بحالی ہو جائے گی جس کا [illegible] وارث سلطنت حیدرآباد ہے [illegible] سب سے بڑا شہر ہے۔ موجودہ ممالک محروسہ سرکار عالی کا سب سے بڑا علاقہ [illegible] ہی ہے جب ایک اور عظیم الشان علاقہ اس میں شامل ہو جائے گا تو حیدرآباد کی عظمت میں کتنا اضافہ ہو جائے گا۔

تلنگانہ کے جغرافی خصوصیات اس کو اس کے مقبوضہ علاقوں سے ممتاز بنا دیتے ہیں۔ تلنگانہ کے موسم اور یہاں کی مٹی نے اس کے لئے بڑے اور چھوٹے تالاب، ذخیرہ ہائے آب مہیا کر دئے ہیں جو اس کی عظیم الشان معاشی دولت ہیں۔ تلنگانہ کی زمین کاشت بھی کی جاتی ہے [illegible] کم زمین میں زیادہ سے زیادہ محنت کرکے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے اس سے صرف زرعی دولت میں اضافہ کے عظیم الشان امکانات پیدا ہوتے ہیں بلکہ محنت پسندی آبادی کے گرد [illegible] ہوتی ہے۔ ایک محنت پسند دیہی [illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

جے پور سے اردو کا اخراج

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کا بیان

ڈاکٹر عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو کا ایک صحافتی بیان بمبئی کرانیکل میں شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ریاست جے پور کو مغلیہ روایات کے حامل ہونے کا امتیاز اس وقت بھی حاصل تھا جبکہ مغلیہ عظمت کا چراغ گل ہو چکا تھا۔ دلی کے زوال اور اودھ کی تباہی کے بعد قدر کی نگاہ سے بہت سے مصنفین اور علماء کو اس ریاست کی مہمان نوازی نے پناہ دی تھی۔ جے پور اردو شاعری کا مرکز بن گیا تھا۔ اور مہاراجہ سوائے جے سنگھ جی کی وفات تک اردو ہندو مسلم اتحاد اور تہذیب کے مظہر کی حیثیت سے اس کا غلبہ رہا حالانکہ اس زمانے میں بعض تنگ نظر دشمنوں نے اس کو ذلیل پیدا کرنے کی بہت کچھ کوشش کی۔

سر آر۔ آر۔ گلانسی کے زمانہ میں ہندی کے حامیوں کا پرشور مطالبہ اس بنا پر مسترد کر دیا گیا تھا کہ حکومت ہند نے اس مضمون کا ایک رزولیوشن منظور کیا تھا کہ کسی ہندوستانی ریاست کی مجلس نیابت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس قسم کے تغیرات عمل میں لائے۔ اس کے بعد پولیٹیکل ایجنٹ اردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی شورش سے دوچار ہونا پڑا لیکن پولیٹیکل ایجنٹ نے حکومت ہند کی طے شدہ پالیسی سے انحراف کرنے کی کوئی وجہ نہیں پائی۔ بہرحال اسٹیٹ کونسل کو اس امر پر راضی کیا گیا کہ عدالتوں اور مدارس میں ہندی کو استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن ہندی کی اس حمایت سے بھی اردو کے موقف پر اثر انداز نہ ہو سکی کیونکہ اردو کو عام ہر دلعزیزی حاصل تھی۔

لیکن جے پور میں سر مرزا اسماعیل کی آمد نے صورت حال میں ایک ڈرامائی تغیر پیدا کر دیا۔ پنڈت آر۔ سی۔ شرما نامی ایک صاحب نے مہم شروع کر دیا تاوقتیکہ اردو کی جگہ بالکلیہ ہندی کو دے دی جائے (اس کے ساتھ دو اور مطالبات بھی تھے) اس تحریک کی ہندو مہاسبھا کی مقامی اور صوبہ وار کمیٹیوں نے مذہبی جوش و خروش کے ساتھ شروعات کی۔ ان قابو نہ کئے جانے والے مظاہروں کی دھمکیوں سے حکومت مرعوب ہو گئی۔ ایک یادداشت مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء میں حکومت نے یہاں تک اعلان کیا کہ:

"اس واقعہ کے مد نظر کہ رعایا کی ایک بڑی کثرت دیوناگری رسم خط استعمال کرتی ہے اس لئے حکومت کی یہ خواہش ہے کہ تمام دفاتر اور عدالتیں اسی رسم خط کو اختیار کریں تاکہ عوام کو تکلیف نہ ہو۔ بہرحال اب سے ان لوگوں پر اردو رسم خط استعمال کرنے سے متعلق کوئی امتناع عائد نہیں ہوتا جو دیوناگری سے ناواقف ہیں۔"

جب یہ رعایت بھی شورش برپا کرنے والوں کو مطمئن نہ کر سکی تو ایک مزید نوٹ (مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۴۳ء) شائع کیا گیا جس میں یہ واضح کیا گیا کہ سابقہ یادداشت میں "خواہش" کا جو لفظ استعمال کیا گیا اس کے معنے حکومت کے فیصلے کے ہیں۔

لیکن اس نوٹ کی آخری عبارت سے ہر منصف مزاج آدمی کو صدمہ ہوا۔ "یادداشت کے آخری جملے کے ان الفاظ سے متعلق کہ جو لوگ دیوناگری سے ناواقف ہیں" حکومت کا یہ منشا ہے کہ دیوناگری کو جہاں تک جلد ممکن ہو ریاست کے تمام دفاتر کے لئے مشترکہ رسم خط قرار دے۔

اس نوٹ کا اردو ترجمہ کسی قدر مبہم ہے۔ لیکن ان لوگوں کو مشتعل کرنے کے لئے کافی ہے جو اردو کے سوا کچھ اور نہیں جانتے۔ چونکہ اس عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اردو کو بزور وقت نکال باہر کیا جا رہا ہے ـــــ دیوناگری رسم خط محض ایک حیلہ ہے حکومت کا ہندی رائج کرنے کا ـــــ اس لئے مجھے انجمن ترقی اردو کے ایک نمائندے کو دیوان سے ملنے کے لئے روانہ کرنا پڑا اور میں نے دیوان کے نام ایک خط بھی لکھا جس میں یہ ظاہر کر دیا گیا کہ جے پور میں اردو کے خلاف پالیسی اختیار کرنے میں کیا ناانصافی اور کیا خطرات مضمر ہیں۔ ۱۰ فروری کو دیوان نے ہمارے نمائندے کی گفتگو سنی اور یہ وعدہ کیا کہ صورت حال کی اس طرح وضاحت کر دی جائے گی کہ حامیان اردو کے شبہات رفع ہو جائیں گے۔ دیوان نے انجمن کے نمائندے کو یقین دلایا کہ وہ ۲۰ فروری سے قبل ضروری احکام جاری کر دیں گے جبکہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ میں جے پور کی پالیسی زیر بحث آنے کی توقع تھی۔

لیکن اب تک جے پور کی حکومت نے نہ جدید احکام کے ذریعہ ان سابقہ احکام کو منسوخ کیا جو اردو کے لئے مضر تھے اور نہ سر مرزا اسماعیل نے میرے خط کا جواب دیا جس کا انھوں نے وعدہ کیا تھا۔ یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ سر مرزا اسماعیل جیسے تجربہ کار اور صاحب دل مدبر کو اس طرح فریب دیا گیا کہ انھوں نے ایک ایسی راہ عمل اختیار کی جس سے عوام کے مختلف طبقوں میں تلخ اختلافات کا پیدا ہونا ناگزیر ہے اس کے علاوہ یہ بدنصیب ملک فرقہ واری ہم آہنگی اور امن سے اور دور ہٹ گیا۔

اردو ہندو مسلم اتحاد اور باہمی اشتراک کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔ اس مشترکہ زبان کو مٹانے کی کوشش نہ صرف ناانصافی پر مبنی ہے بلکہ ایک بالکل غیر سیاسی حرکت ہے۔ مجھے ابھی امید ہے کہ سر مرزا اسماعیل مخالف اردو پالیسی کے وسیع تر مضمرات پر غور کریں گے اور بروقت اس کی تلافی کر دیں گے تاکہ ساری دنیائے اردو اس کے مضر رد عمل سے محفوظ رہے۔

نوٹ:۔ یہ بیان اخبارات کو جاری کیا جا رہا تھا کہ مجھے سر مرزا اسماعیل کے پاس سے میرے اس خط کا جواب وصول ہوا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ایک سرکاری نوٹ کی مطبوعہ کاپی مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۳ء منسلک تھی جس سے ان لوگوں کے اندیشوں کو تقویت پہنچتی ہے جو محسوس کر رہے ہیں کہ جے پور نے اردو کو اپنی قلمرو سے خارج کرنے کی پالیسی اختیار کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

تونس میں جرمنوں کے جوابی حملے

لندن ۴ مارچ۔ شمالی تونس کی صورت حال کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔

"دشمن بڑی سرگرمی دکھا رہا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ چند دنوں میں یہاں سخت مقابلہ ہوگا۔"

کل دشمن نے بیزرٹ کے علاقہ میں اتحادیوں سے اپنی کھوئی ہوئی زمین واپس لینے کی کوشش کی۔ اس نے مطیور کے ۵ میل مغرب میں ایک ریلوے اسٹیشن اور گاؤں کے قریب حملہ کیا۔ اور اپنے بہت سے آدمی کٹا کر کچھ زمین جیت لی۔ اسٹیشن سے دو تین میل پرے ترتیب جنگ ہو رہی ہے۔ ۲۰ میل جنوب میں اتحادی فوجیں تمام دن مطیور اور بیجا کی سڑک پر حملے کرتی رہیں۔ مطیور شاہی ہوائیہ کی خاص توجہ کا مرکز بنا رہا۔ شاہی ہوائیہ نے دشمن کی فوجوں کو اور مواصلات پر بھی دھاوے کئے۔ اس سے شمال کی طرف دوسرے مقامات پر دشمن کے تمام حملے ناکامیاب رہے۔

وسطی تونس

وسطی تونس میں ہمارے طلایہ گرد دستے سبیطلہ سے بڑھ کر درہ قصرین کے علاقہ تک پہنچ گئے ہیں اور دراصل وہ اس درہ کے تین میل جنوب میں پسپا ہوتے ہوئے جرمنوں سے لڑ رہے ہیں۔ اور جنوب میں کل آٹھویں فوج نے چار پانچ سو پیادوں سے ترہ مارت کے ۱۰ میل مشرق میں اور مارت لائن سے تقریباً چار میل جنوب میں ہمارے مورچوں پر حملہ کیا۔ بھاری بکتر بند دستوں اور موٹری فوجوں نے کامیابی کے ساتھ دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔

امریکی ہوائی جہازوں نے کل گیبس کے ہوائی میدان پر حملہ کیا اور چند [illegible] سمندر پار کر کے سسلی پر دھاوا کیا۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

احباب کی ایک محفل میں مسئلہ اغذیہ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے کہا کہ حکومت ہند کا یہ دعا ہے کہ مسئلہ اغذیہ کل ہندی مسئلہ ہے اس لئے ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے مقامی حالات کے پیش نظر اپنے لئے کوئی علیحدہ مسلک معین کریں۔ بلکہ صوبوں اور ریاستوں کو چاہئے کہ وہ مرکزی حکومت سے تعاون عمل کریں۔ ہمارے ایک منچلے دوست جو اس گفتگو کو سن رہے تھے کہنے لگے کہ:-

"تعاون عمل کے یہ معنی ہیں کہ حکومت
ہند کے مطالبات کی تکمیل کر دی جائے
اور اگر صوبوں اور ریاستوں کی ضروریات
کو حکومت ہند پورا نہ کر سکے تو اس کو
صبر و سکون سے برداشت کیا جائے"

اس توضیح پر ہم سبھوں نے ایک قہقہہ لگایا۔

حکومت ہند نے ۹۶ صفحات کا ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں گزشتہ اگست میں کل ہند کانگریس کمیٹی سے اجتماعی تحریک کے منظور ہونے کے بعد رونما شدہ فسادات کا ذمہ دار گاندھی جی اور کانگریس اعلیٰ کمان کو قرار دیا گیا ہے .... اس کا جواب بھی صحیح طور پر دینے کے مجاز گاندھی جی اور کانگریس کی مجلس عاملہ ہی ہیں۔ مگر یہ جیلوں میں ہیں اس لئے ان سے جواب ملنے کی توقع کسی طرح نہیں کی جا سکتی۔ (رعیت)

جب معاصر "رعیت" کانگریس کی وکالت کرنے اور ہر طرح کا جواب دینے کے لئے تیار ہے تو گاندھی جی یا مجلس عاملہ کانگریس کو جواب دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

انسداد رشوت ستانی کی مہم شروع ہونے سے پہلے ہی بعض دور اندیش لوگ مورچہ بندی کرنے لگے ہیں۔ ایک صاحب کے متعلق یہ روایت گشت لگا رہی ہے (دروغ برگردن راوی) کہ وہ شہر کے بعض ساہوکاروں کے نام فرضی پامیسری نوٹ لکھ کر ان کے بہی کھاتوں میں اپنے ذمہ فرضی قرضوں کا اندراج کرا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس تدبیر سے وہ رشوت ستانی کے الزام سے بچ جائیں مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ان پر دائمی ڈگریاں نہ ہو جائیں۔ اگر اور اصحاب اس کی تقلید کرنے لگیں تو رشوت ستانی کی مہم ساہوکاروں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہر وہ تحریک جو غریب رعایا کی خاطر شروع کی جاتی ہے وہ ساہوکاروں کے سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے۔ کامریڈ اسوسی ایشن فوری توجہ کرے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آج کل شہر میں ہیضہ کا زور ہے۔ (ایک خبر)

وجہ صاف ہے۔ محکمہ ڈرینیج نے شہر کی بہت سی مچھروں کی پرورش گاہیں کھول رکھی ہیں اور راجہ امر کرن بہادر کو مچھروں سے بڑی ہمدردی ہے چنانچہ ان پرورش گاہوں کو بند کرنے کا ہنوز کوئی حکم صادر نہیں فرمایا گیا۔ ہمیں ٹھیک طور پر یاد تو نہیں مگر ایسا گمان ہوتا ہے کہ محترم راجہ صاحب "انجمن انسداد بے رحمی بر مچھران" کے صدر یا سرپرست ہیں۔

ایک وظیفہ یاب عہدہ دار کا خیال ہے کہ تخفیف مصارف لنگر و نسق کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان جملہ مشروط الخدمت معاشوں سے مالگزاری وصول کی جائے جن سے کوئی کام لیا جاتا تھا اور بعض سے فوج کشی کا لیکن ان خدمات کی اب حکومت کو ضرورت نہیں رہی۔ اگر اب بھی معاشداران شرط خدمت پوری کرنا چاہتے ہوں تو بعض سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بیت المعذورین قائم کریں بعض سے یہ خواہش کی جا سکتی ہے کہ وہ ناقابل کار گداگروں کی پرورش کا ذمہ لیں۔ بعض مساجد اور مدارس اور بعض شفا خانے کھول سکتے ہیں۔ اس طرح مشروط الخدمت معاش بحال رکھی جا سکتی ہے ورنہ ضبط۔

ناگپور کی اطلاع ہے کہ ریاست راج گڑھ سے ایک نہایت دلیرانہ ڈاکہ کی اطلاع وصول ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ بعض نامعلوم عورتوں کی ایک جماعت نے جو پوری طرح مسلح تھی آدھی رات کے وقت ایک مالدار بنئے کے گھر پر دھاوا کیا اور تقریباً بیس ہزار کی مالیت کا سامان اور زیورات لوٹ لیا اس کے علاوہ ڈاکنوں کی یہ جماعت بنئے کی دو بیویوں کو بھی اپنے ساتھ لیتی گئی۔ (اورینٹ پریس)

عورتوں کی جماعت کے اس دلیرانہ اقدام کے بعد ہمیں یقین ہو گیا کہ عورتیں زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے دوش بدوش چل رہی ہیں۔ ان کو مردوں کے برابر حقوق ضرور ملنے چاہئیں۔

انسداد رشوت ستانی کی مہم کو کامیابی سے چلانے کے لئے کہ حضرات کا خیال ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو مستندین سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہو۔ ہمیں اس سے سخت اختلاف ہے۔ جس نے کبھی رشوت ہی نہ کھائی ہو وہ کیا جانے کہ رشوت کھائی کیسے جاتی ہے۔ ہم تو اس انگریزی مقولہ کے قائل ہیں کہ "چور کو پکڑنے کے لئے چور ہی کو مقرر کرو"۔

یہ خیال ظاہر ہوتا جا رہا ہے کہ خواتین کو خواہ وہ پردہ نشین ہوں یا بے پردہ عابد روڈ کی بعض دوکانوں پر اُزکر بہ نفس نفیس خرید و فروخت کرنا خطرہ سے خالی نہیں بیان کیا جاتا ہے کہ بعض دوکانوں کے مالک بدنیت اور بدنظر ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہماری رائے میں ایک انجمن "تحفظ اخلاق عامہ" فوراً قائم کی جائے۔

ایک کاغذ فروش نے یہ دریافت کیا ہے کہ اگر کوئی اخبار نویس اخباری ضروریات کا نام لے کر اپنی حقیقی ضرورت سے زیادہ کاغذ فراہم کرے اور اس کاغذ کو گراں قیمت پر بازار میں فروخت کرے تو کیا یہ عمل جائز ہے۔

ہم نے جواب دیا کہ اگر اخبار نویس کاغذ فروشی کرے تو وہ ضمیر فروشی کے برابر ہے۔ اور اگر کاغذ کی گرانی کا مالک کسی اخبار کے پروپگنڈے سے مرعوب ہو کر اس کو ضرورت سے زیادہ کاغذ دے رہا ہو تو وہ بھی اسی زمرہ میں داخل ہے۔

سررشتہ صحت عامہ سرکار عالی کی یہ رائے ہے کہ ممالک محروسہ میں شرح اموات اس لئے بڑھی ہوئی ہے کہ غیر خالصہ علاقہ جات میں صحت عامہ کا کام تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔

مالکان جستان و جاگیرات کی خدمت میں ہمارا مشورہ ہے کہ وہ فوراً اس جانب رجوع ہو جائیں۔ اگر ساری رعایا مر جائیں گے تو محاصل کون ادا کرے گا اور خود رعایا کیسے باقی رہیں گے؟ اگر وہ خود شفا خانے نہیں کھول سکتے اور حفظان صحت کی تدابیر نہیں اختیار کر سکتے تو یہ کام کچھ مقررہ معاوضہ پر سررشتہ صحت عامہ کے سپرد کر کے مگر خاموشی حاصل کریں۔ یہ تو حکومت کا شرکا بہت باقی رہے گی اور نہ اصل میں کسی کا حرف باقی رہے گا۔

جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا جس کی کارروائی دو گھنٹوں تک جاری رہی۔ مختلف معاملات کے متعلق یادداشت منظور کی گئی۔ لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے انسداد رشوت ستانی سے متعلق قرارداد پر غور نہ ہو سکا جس کو آئندہ اجلاس کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ (دریشت پریس)

اجلاس کو ملتوی رکھنا تو بدی کی مسلسل روایت پیش ہے کسی ادارہ کو جدید کی تقلید کرنے کا کیا حق ہے؟

اصلاح نظم و نسق اور معاشی تنظیم

حکومت سرکار عالی کا کمیونکے

بعض پبلک اداروں نے اصلاح نظم و نسق اور معاشی تنظیم جدید کے سلسلے میں چند تجویزیں حکومت کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ جو تعمیری جذبہ ان تجویزوں سے محرک ہوا اس کی نسبت حکومت خوشنودی کا اظہار کر چکی ہے اور اس کے بعد تفصیل کے ساتھ ان تجویزوں پر غور بھی کیا ہے۔ ان میں سے بعض مثلاً تخفیف مصارف اور انسداد رشوت ستانی کی تجویزیں نہ صرف اصولاً قبول کر لی گئی ہیں بلکہ یہ بھی کوشش ہو رہی ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے انہیں روبہ عمل لایا جائے۔ اس طرح تخفیف مصارف کی ایک کمیٹی جس میں غیر سرکاری ارکان کی اکثریت ہے سرکاری اخراجات کو گھٹانے کے مسئلے پر غور کر رہی ہے اس کے علاوہ انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک ادارہ قائم کرنے کی اسکیم بہت جلد آخری منظوری حاصل کرنے والی ہے۔ بقیہ تجویزوں میں سے اکثر قومی تعمیری سرگرمیوں مثلاً صنعت و حرفت اور زراعت سے تعلق رکھتی ہیں مگر چوں کہ عنقریب تمام آئینی مشاورتی مجلسیں قائم ہونے ہی والی ہیں (ان میں سے فینانس کی آئینی مشاورتی مجلس تو قائم ہو چکی ہے) اس لئے حکومت نے قومی تعمیر سے تعلق رکھنے والے محکموں کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ عمل میں ترقی کے خاکے مرتب کریں اور متعلقہ آئینی مشاورتی مجلس کی رائے حاصل کرنے کے بعد انہیں حکومت کے پاس پیش کریں۔ محکموں کو یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ہر خاکے کے ساتھ اس کے مصارف کا تخمینہ بھی پیش کریں تاکہ ان تجویزوں کے مالیاتی مضمرات بھی پیش نظر رہیں۔ یہ امر بھی ملحوظ تھا کہ قومی تعمیری سرگرمیوں پر اثر انداز ہونے والی دور رس تدبیروں کو متعلقہ آئینی مشاورتی مجلسوں سے مشورہ کئے بغیر اختیار نہ کیا جائے۔ چونکہ یہ مجلسیں سرکاری عہدہ داروں اور منتخبہ غیر سرکاری افراد پر جن میں سے بعض آئینی انجمنوں میں سے نامزد کئے گئے ہیں جنھوں نے حکومت کی خدمت میں تجویزیں پیش کی ہیں مشتمل ہوں گی اس لئے کسی بھی تجویز کی اس طرح سفارش کی جائے گی اس میں یہ خوبی ہوگی کہ اسے پیش کرنے سے پہلے سرکاری اور غیر سرکاری افراد باہمی بحث و تمحیص کے ذریعے اس کی اچھی طرح چھان بین کر لیں گے۔

اس سلسلے میں حکومت آنریبل صدر المہام بہادر فینانس کے موازنہ کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہتی ہے جس میں اور امور کے منجملہ ترقی کی بعد دوسری اسکیموں کا بھی ذکر ہے جن کے ضمن میں کثیر رقومات منظور ہو چکی ہیں مثلاً دیہی خوشحالی کی ترقی فنڈ صحت عامہ اور کئی صنعتیں وغیرہ۔ ان کے علاوہ دوسری اسکیمیں بھی زیر غور ہیں۔

محکموں اور ملازمتوں کی تنظیم سے تعلق رکھتی ہیں ابھی زیر ترتیب کی جا رہی ہیں۔ پبلک کو مناسب وقت پر ان کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہاں یہ بھی بیان کر دینا چاہئے کہ بعد جنگی تعمیر جدید کے مسائل کی چھان بین کے لئے ایک مجلس قائم کرنے کے مسئلہ پر بھی حکومت غور کر رہی ہے۔

طیلسانین اور فوجی سروس

حیدرآباد ۲۰ فروری۔ برٹش میڈیکل اسوسی ایشن کی شاخ حیدرآباد اور انڈین میڈیکل اسوسی ایشن کی شاخ حیدرآباد اور حیدرآباد میڈیکل اسوسی ایشن کا ایک مشترکہ جلسہ ڈاکٹر حاجی حیدر علی خاں صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں ان مراعات کا ذکر کیا جو عثمانیہ یونیورسٹی کے طیلسانین ایم بی بی ایس کو انڈین میڈیکل سروس کے ایمرجنسی کمیشن کے حصول میں مہیا کی گئی ہیں۔

کرنل واگھرے نے اپنی فوجی سروس کا تجربہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ طیلسانین کو اس سروس میں بڑا وسیع علم اور تجربہ حاصل ہوگا۔ اب وسیع تر دنیا کا وسیع تر تجربہ اس سروس میں حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے ان آسائشوں اور مراعات کا بھی ذکر کیا جو انڈین میڈیکل سروس میں حاصل ہیں۔ کرنل میہر نے کہا کہ انڈین میڈیکل سروس کی ٹریننگ کے لئے کئی مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ اور نہ صرف اب بہترین مواقع حاصل ہیں بلکہ اس خدمت سے واپسی پر بھی مستقبل شاندار ہو سکتا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ ڈاکٹروں کو اس طرف رجوع ہونا چاہئے۔

تین قراردادیں منظور کی گئیں جن میں سے پہلی قرارداد کے ذریعے حکومت سرکار عالی کا اور حکومت ہند کا شکریہ ادا کیا گیا کہ حکومت حیدرآباد کی تحریک اور حکومت ہند کی اعانت سے انڈین میڈیکل کونسل میں حیدرآباد کے طیلسان ایم بی بی ایس کے تسلیم کرنے کا مسئلہ کامیابی کے ساتھ طے ہوا۔ اس کی تحریک ڈاکٹر واگھرے نے کی اور تائید ڈاکٹر پنڈت نے کی۔

کرنل واگھرے کی تحریک اور ڈاکٹر بنکٹ چندر کی تائید سے دوسری قرارداد میں تینوں انجمنوں کے ارکان اور دیگر طبی پیشہ اصحاب سے خواہش کی گئی کہ وہ نوجوان طیلسانین کو انڈین میڈیکل سروس کے ایمرجنسی کمیشن قبول کرنے کی ترغیب دیں۔

آخری قرارداد کی تحریک ڈاکٹر جہانگیر لینڈ نے کی اور تائید ڈاکٹر اگیر ونگ نے کی جس میں یہ رائے ظاہر کی گئی کہ فوجی سروسوں کی خدمات میں مملکت آصفیہ سے زیادہ سے زیادہ تعداد کی شرکت کے لئے بہتر ہوگا کہ سنہ ۱۹۳۰ء تک حیدرآباد میں ایل ایم اینڈ ایس کے جو ڈپلوما دئے گئے ان کو بھی وہی درجہ دیا جائے جو یونیورسٹی کی ان سندوں کو دیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے بحکومت ہند انڈین میڈیکل کونسل میں حیدرآباد کے ان ڈپلوما کو تسلیم کرانے کو مسئلہ طے کرائیں تو صرف مختلف سرکاری شعبوں سے جہاں ان ڈپلوما کے واقف کی ایک بڑی تعداد ذمہ دارانہ خدمات پر ہے جلد جلد اضلاع کے خانگی اور قابل ڈاکٹروں کی ایک کثیر تعداد اس طرف راغب ہو سکتی ہے۔ (اسوسی ایٹڈ پریس)

تجارتی کارپوریشن کا قیام

پریس نوٹ

دی حیدرآباد کمرشیل بنک کارپوریشن لمیٹڈ کے مقاصد و اغراض مختصراً حسب ذیل ہیں:—

(۱) ملک کی تجارت کے موجودہ نظام اور انتظام کو درہم برہم یا متاثر کئے بغیر حتی الامکان تعاون کرنے والے تجار وغیرہ کی خدمتوں اور انتظامات سے پورا پورا استفادہ کرتے ہوئے اہل ملک کے لئے اجناس خوردنی اور ارزاں پارچہ کی فراہمی کا انتظام کرنا۔

(۲) اجناس خوردنی کی پہلی غرض یہ ہوگی کہ ارزاں فروشی کی دکانوں، صنعتی کارخانوں اور دیگر کاروبار کے مزدوروں کے مرکزی گوداموں کو ان کے حسب ضرورت تحفظ طور پر ارزاں غلہ کی سربراہی کرنا نیز ضرورت مقامی سے فاضل غلہ کے ذخیرے مقامی تاجروں کی معرفت خرید تاکہ غلہ کی فاضل مقدار کو بجائے انفرادی طور پر برآمد کرنے کے حکومت ہند صوبہ جاتی حکومتوں اور ہندوستانی ریاستوں کے حق میں بیع و شرا کی مناسب شرطوں کے تحت برآمد کرنا اور ممالک محروسہ سرکار عالی کی ضروریات کے مد نظر دیگر صوبہ جات سے ضروری اشیاء کو بطور بدل حاصل کرنا۔

(۳) ارزاں معیاری پارچہ کو حکومت ہند سے حاصل اور کم استطاعت اہل ملک تک پہنچانا جس کے لئے دیہات اور شہروں میں مختلف اعانہ باہمی مقامی تجار اور دیگر مقامی تنظیموں سے مناسب معاوضہ پر اس پارچہ کی فروخت کا انتظام کرنا۔

(۴) قیام کارپوریشن کا اصل مقصد اشیاء محتاج کے حاصل کرنے میں جنگ کی وجہ سے جو ناقابل برداشت مشکلات پیدا ہو گئے ہیں ان کو سرکاری سرمایہ تجار کی ذہنی کارکردگی کے تعاون اور عوام کی مدد سے حل کرنا ہے۔

(۵) دی حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ کے بورڈ کے ڈائرکٹروں کی انتہائی تعداد نو ہے۔ جو پانچ معروف اراکین یعنی حکومت سرکار عالی چند عہدہ داران سرکار، مالی اور چند ایسے معروف تجار جن کو پارچہ اور غلہ کی تجارت میں کافی تجربہ ہے۔ دی کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ کے بورڈ کے صدر نواب [illegible] نواب مہدی یار جنگ بہادر مقرر کئے گئے ہیں۔

(۶) کارپوریشن مذکورہ کا تقریباً ملا سرمایہ سرکاری ہوگا اور اس کا انتظام اعلیٰ سرکار عالی کے زیر اقتدار رہیگا اس کارپوریشن کا مقصد کسی قسم کا تجارتی نفع حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس تنظیم کو کامیاب بنانے اور پیش نظر مقاصد کو حاصل کرنے میں امید ہے کہ ملک کے تجار کی یہ کوشش ہوگی کہ کارپوریشن کی امداد اور معاونت کریں گے۔

حیدرآباد کی صنعتی ترقی

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

ہے اور اس میں سے حکومت نے دس لاکھ روپے فراہم کئے ہیں۔ مندرجہ بالا صنعتی اداروں کے علاوہ حیدرآباد کیمیکل اینڈ فارماسیوٹیکل کمپنی اور حیدرآباد ایجیل ورکس لمیٹڈ وغیرہ اور کارخانے بھی سرکاری امداد سے جاری کئے گئے ہیں اور محفوظ صنعتی سرمایہ سے انہیں مالی امداد دی گئی ہے۔

پارچہ بافی

پارچہ بافی۔ ممالک محروسہ کی بڑی صنعتوں میں (ان میں کل آبادی کا گیارہ فیصد حصہ منسلک ہے) اہم ترین صنعت پارچہ بافی ہے۔ ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں میں کپاس کی پیداوار کے اعتبار سے حیدرآباد کا چوتھا درجہ ہے جہاں اوسطاً (۳۵) لاکھ ایکڑ اراضی پر کپاس کی کاشت ہوتی ہے اور یہ رقبہ تمام ہندوستان میں کپاس کے زیر کاشت مجموعی رقبہ کا (۱۴) فیصد ہے اور تمام ملک کی مجموعی پیداوار کا (۱۰) فیصدی حصہ ممالک محروسہ میں۔ کپاس کی جن اقسام کی کاشت ہوتی ہے ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مختلف ہندوستانی اقسام میں ریشہ کی خوبی کے اعتبار سے حیدرآبادی گورانی غالباً سب سے بہتر قسم ہے اور اسے نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اس خاص قسم کے زیر کاشت اراضی کا رقبہ (۹۰۰،۰۰۰) ایکڑ ہے اور اس کی کاشت سے کاشتکاروں کو جو فائدہ پہنچ رہا ہے اس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکے گا کہ صرف ایک ضلع ناندیڑ کے کاشتکاروں نے چار موسموں کے دوران میں (۲۰) لاکھ روپے مزید آمدنی حاصل کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس اضافہ کا ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ اس خاص قسم کی کاشت کرنے والوں کے لئے حکومت نے معقول سہولتیں بہم پہنچائیں اور ان کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کی۔

ممالک محروسہ میں کپاس صاف کرنے والی گرنیوں کی تعداد تقریباً (۹) ہزار ہے اور پریس کرنے کے کارخانوں کی تعداد (۱۰۰) سے زیادہ ہے۔ پارچہ بافی کی گرنیاں چھ ہیں جن میں سے دو حکومت کے زیر انتظام ہیں ان میں (۱۵) ہزار مزدور کام کرتے ہیں اور سالانہ تقریباً دو کروڑ روپے مالیت کی اشیاء تیار ہوتی ہیں۔ مقدار پیداوار کا اندازہ بھی اس سے ہو سکے گا کہ تقریباً دو کروڑ روپے مالیت کی اشیاء ہوتی ہیں اور (۱۲۰،۰۰۰) تکلے اور (۲۲۰۰) کپڑا بننے کی مشینیں زیر استعمال ہیں۔

کاغذ سازی

ممالک محروسہ میں حال ہی میں کاغذ سازی کی ایک اہم صنعت بھی جاری کی گئی ہے یہ کام سرپور پیپر ملز لمیٹڈ انجام دے رہی ہے۔ اس کمپنی نے ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو کاغذ سازی شروع کی تھی اس کا پلانٹ ماہانہ (۱۵۰) ٹن کاغذ تیار کر سکتا ہے اور اکتوبر ۱۹۳۸ء کے اختتام تک (۲۰۰۰) ٹن کاغذ تیار ہو چکا تھا جس میں سے تقریباً (۱۲) لاکھ روپیہ مالیت کا (۱۰۰۰) ٹن کاغذ فراہم کیا جا چکا ہے۔ ممالک محروسہ میں سالانہ (۵۰۰۰) ٹن کاغذ کے صرف کی تکمیل کے علاوہ یہ کمپنی کافی مقدار برآمد بھی کر سکے گی۔ کمپنی (۴۳،۳۲،۵۰۰) روپے کے ادا شدہ سرمایہ سے جاری کی گئی ہے اور اس کا کچھ حصہ حکومت نے فراہم کیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے تقریباً (۲۱) لاکھ روپے کا قرضہ بھی عطا کیا ہے۔

شکر سازی

گزشتہ دس سال کے عرصہ میں ہندوستان میں صنعت شکر سازی کو غیر معمولی ترقی ہوئی ہے اور نظام ساگر پروجیکٹ کی تکمیل اور بودھن میں نظام شوگر فیکٹری کے قیام کی وجہ سے گزشتہ چار سال کے عرصہ میں ممالک محروسہ میں بھی اس صنعت کو نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ نظام شوگر فیکٹری ممالک محروسہ میں شکر کے مجموعی صرف کا (۲۰) فیصد حصہ تیار کر سکتی ہے اور اس کی وجہ سے نظام آباد میں نیشکر کی کاشت کو بھی بہت ترقی ہوئی ہے اور درآمد کی ہوئی شکر کے صرف میں کمی ہو رہی ہے اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ گزشتہ ۱۹۳۲-۳۳ء میں (۷۷) لاکھ کی شکر درآمد کی گئی تھی لیکن ۱۹۳۶-۳۷ء میں یہ مقدار کم ہو کر (۴۳) لاکھ رہ گئی۔ اس کارخانہ کے تمام امداد سے متعلق وسیع ذرائع کے حصول پر تقریباً (۷۵) لاکھ روپے صرف ہوئے جن میں سے (۳۵) لاکھ روپے حصص جاری کر کے فراہم کئے گئے اور حکومت نے (۲۰) لاکھ روپے کے حصص لئے۔ حصص کے علاوہ باقی ماندہ رقم (۴) فیصد سالانہ برائے نام شرح سود پر حکومت سے قرض لی گئی۔ کارخانہ کی مالی امداد کا یہ طریقہ اختیار کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ زیادہ محدود سرمایہ پر زیادہ منافع کا یقین ہو سکتا ہے۔ مندرجہ بالا امداد کے علاوہ حکومت نیشکر کی خریداری کے لئے بھی اب تک (۲۳،۳۷) لاکھ روپے کے قرضے دے چکی ہے اور کاشتکاروں کو بھی تقاوی قرضے دئے گئے ہیں جن کی مجموعی مقدار تقریباً (۴) لاکھ روپے ہے۔ اس کارخانہ میں روزانہ (۱۰۰۰) تا (۱۲۰۰) ٹن نیشکر پیلنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اور (۱۰۵۰) سے (۱۴۰۰) ٹن تک نیشکر پیلنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہوتی۔ سنہ ۱۹۳۶-۳۷ء کے موسم میں (۱۲۷۰۰) ٹن شکر پیدا ہوئی تھی۔

پاور الکوحل کی تیاری

شکر بنانے کے بعد شیرہ اور دوسری چیزیں جو بچ جاتی ہیں انہیں کام میں لا کر ضمنی چیزیں تیار کی جا رہی ہیں چنانچہ شیرہ سے پاور الکوحل تیار کیا جاتا ہے اور حیدرآباد ہندوستان کے ان چند صوبوں اور ریاستوں میں سے ہے جہاں موٹروں میں استعمال کرنے کے لئے پاور الکوحل کی تیاری کامیابی سے جاری ہے۔ بودھن میں پاور الکوحل تیار کرنے کا سرکاری کارخانہ (۸) لاکھ روپے کے مصارف سے قائم کیا گیا اور یہ تمام سرمایہ محفوظ صنعتی سرمایہ سے فراہم کیا گیا ہے۔ گزشتہ سال کے موسم میں (۳) لاکھ گیلن پاور الکوحل تیار ہوا تھا اور اب روزانہ (۳۰۰۰) گیلن تیار ہو رہا ہے۔ اور اس کارخانے کی ابتدائی قوت پیداوار سالانہ (۲۰) لاکھ امپیریل گیلن سے زیادہ ہے جو (۲۰) فیصد تیل سے ملا کر مقررہ علاقوں میں عوام کے ہاتھ پٹرول میں ملا ہوا پاور الکوحل فروخت کرنے کے لئے ممالک محروسہ میں پٹرول کی تقسیم کنندہ کمپنیوں کے ذریعہ انتظام کیا گیا۔

سمنٹ سازی

سمنٹ سازی ممالک محروسہ کی ایک اور اہم صنعت ہے اور اس صنعت میں جو گزشتہ ۱۹۲۳ء میں (۳۵) لاکھ روپے کے سرمایہ سے شاہ آباد میں جاری کی گئی تھی حیدرآباد تیسرے درجہ پر ہے۔ اب یہ کارخانہ اسوسی ایٹڈ سمنٹ کمپنیز میں ضم کر دیا گیا ہے۔ اس کارخانے میں جدید ترین نمونے کی مشینیں ہیں اور یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ [illegible] کا بند تعمیر کرنے میں صرف شاہ آبادی سمنٹ استعمال کی گئی۔

معدنیات میں اہم ترین کوئلہ ہے

ممالک محروسہ کی معدنیات میں سب سے زیادہ اہم کوئلہ ہے اور گزشتہ تیس سال کے عرصہ میں کوئلہ نکالنے کی صنعت میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ سنگارینی، تاندور اور سیلم پلی کی کانوں سے ہر سال تقریباً (۷ء۵) لاکھ ٹن کوئلہ نکلتا ہے۔ حال ہی میں کوٹہ گوڑم کی کانوں سے بھی کوئلہ نکالنے کا کام شروع ہوا ہے۔ جن کے لئے جدید ترین قسم کی مشینیں فراہم کی گئی ہیں اور کان کنی اور صفائی کے نئے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

تمباکو کی کاشت اور سگریٹ سازی

ہندوستان میں تمباکو کی کاشت کرنے والے علاقوں میں حیدرآباد کا چھٹا درجہ ہے یہاں سگریٹ سازی کے دو کارخانے موجود ہیں اور ہر سال تقریباً (۱۴۰۰) ملین سگریٹ اور (۲۰۰) ملین چروٹ تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ممالک محروسہ میں (۹۳) مشہور چھاپوں کی بیڑیاں بھی بنائی جاتی ہیں اور اس سے یہ بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ بیڑی سازی کی صنعت کتنی زیادہ ترقی کر چکی ہے۔

شیشہ سازی

ممالک محروسہ میں شیشہ سازی کی صنعت کو بھی تیزی سے فروغ ہو رہا ہے۔ کوہ نور فیکٹری میں بیٹی، گلاس، اچار دانی، جگ اور ہیریکین جیسی اشیاء تیار کی جاتی ہیں جو نہ صرف مقامی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں بلکہ بیرون ممالک محروسہ بھی روانہ کی جاتی ہیں۔ گزشتہ سال صرف اسی کارخانہ میں (۱۳۰۰۰۰) روپے مالیت کی اشیاء تیار کی گئی تھیں۔ حیدرآباد انڈسٹریل کارپوریشن کے قیام سے اس صنعت کو مزید تقویت حاصل ہوگی کیونکہ منجملہ دیگر امور کے ادارہ شیشہ اور شیشے کی اشیاء تیار کرنے میں بھی امداد دے گا۔

روغن سازی

ممالک محروسہ سرکار عالی ہندوستان میں روغن دار تخم کی کاشت کا ایک اہم مرکز ہے اور روغن سازی یہاں کی ایک اور اہم صنعت ہے۔ موخر الذکر سے متعلق صنعت بہت منافع بخش ہے اور (۱۱۵۰)

تحریکیں جاری کی ہیں۔

دستی پارچہ بافی

اگرچہ کہ دستی پارچہ بافی اصطلاحاً بڑی صنعت نہیں ہے لیکن ممالک محروسہ کے معاشی نظام میں اس کو بعض بڑی صنعتوں سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس اہمیت کا سبب یہ ہے کہ ممالک محروسہ میں تقریباً چار لاکھ بافندے ہیں اور یہ صنعت مجموعی آبادی کے ۱۲ فیصد حصہ کے لئے روزگار اور اس کے نصف کے لئے لباس مہیا کرتی ہے۔ سوتی، ریشمی اور ملی جلی اقسام کے کپڑے تیار کرنے میں تقریباً ۱۱۰۰۰۰ کرگے استعمال کئے جاتے ہیں۔ نارائن پیٹ کا سلا جو ممالک محروسہ میں تیار ہوتا ہے اپنی خوبی کے اعتبار سے ڈھاکہ کی شہرت رکھتا ہے۔ ریشمی کپڑے بننے کے لئے تقریباً ۳۰۰۰۰ کرگے استعمال کئے جاتے ہیں اور ۸۰۰۰۰ کرگے سوتی اور ملے جلے کپڑے تیار کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان کے علاوہ تقریباً ۱۰۰۰۰ کرگے کمل سازی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ دستی پارچہ بافوں کی امداد کرنے کے خیال سے ۱۴ لاکھ روپیہ کا ایک معروف سرمایہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ جنگی اغراض کے لئے ضروری کپڑے اور عوام کے لئے سستی قسم کے کپڑے تیار کرنے میں بافندوں کو سہولت ہو۔

چھوٹی صنعتوں کی تنظیم

حکومت سرکار عالی نے ایسے چھوٹے صناعوں اور کاریگروں کی امداد کے لئے جو کہ خود ضروریات جنگ فراہم کرنے کی فرمائشیں حاصل نہیں کر سکتے حکومت ہند کے مرتب کردہ نظام کو اختیار کیا ہے اور اس مقصد کے تحت ایک سرکاری ادارہ قائم کیا گیا ہے جو حکومت ہند سے ٹھیکے حاصل کرے گا اور چھوٹے ٹھیکہ داروں اور کاریگروں کے ذریعہ اپنی نگرانی میں فرمائشات کی تعمیل کرائے گا اور ان کے لئے خام پیداوار بھی سرکاری محکمے سے فراہم کی جائے گی۔ اس اسکیم کے تحت ممالک محروسہ میں ہر سال کئی لاکھ روپے مالیت کے مختلف اقسام کے چاقو، متعدد اقسام کی چھتریاں اور چرمی اشیاء اور چھوٹے ظروف تیار ہوسکیں گے۔ تاہم مندرجہ بالا دونوں تدبیریں اعلال جنگی اغراض کے تحت اختیار کی گئی ہیں۔

عمالی قوانین

ممالک محروسہ میں صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی تدابیر کے ساتھ ہی حکومت سرکار عالی صنعتی اداروں میں کام کرنے والے عمال کے وسیع تر مفاد کی حفاظت کرنے میں بھی کوشاں رہی ہے چنانچہ عمال مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد قوانین منظور کئے گئے ہیں۔ قانون معاوضات مزدوران، قانون کارخانہ جات اور قانون وظیفہ زچگی منظور کئے جاچکے ہیں اور مسودہ قانون اجرت اور مسودہ قانون انجمن ہائے تجارتی مجلس وضع قوانین کی منظوری کے لئے پیش ہیں۔ ان کے علاوہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے براہ خسروانہ ممالک محروسہ میں عمالی قوانین کے نفاذ اور ترتیب کے لئے ایک ادارہ کے قیام کی اسکیم کو بھی شرف منظوری عطا فرمایا ہے۔ یہ ادارہ ہندوستان میں عمالی تحریک سے مسلسل واقفیت حاصل کرتا رہے گا اور عمالی قوانین میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی کو مشورہ دے سکے گا۔ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے مفاد کی نگرانی کے لئے ایک لیبر آفیسر بھی مقرر کیا گیا ہے۔

ان تمام سرگرمیوں سے یہ ظاہر ہوگا کہ ممالک محروسہ میں صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی جو کوششیں کی گئی ہیں ان کے علاوہ حکومت سرکار عالی دیسی تدبیریں اختیار کرنے میں بھی ہمہ تن مصروف ہے۔ جو ممالک محروسہ کی صنعتی مزدوروں اور عوام کی فلاح و بہبود کر ترقی دے کر ہندوستان کے صنعتی نقشہ میں حیدرآباد کے لئے ایک نمایاں مقام حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔

حیدرآباد ہر بیرونی اقتدار سے آزاد ہے

بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible]

منکسر المزاج اور خلیق ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ تلنگانہ کا کسان اپنے اخلاق کی بدولت ایک قابل رشک ہستی ہے۔

قطب شاہی دور میں پورا علاقہ تلنگانہ ایک جھنڈے کے نیچے متحد و متفق تھا شاہان قطب شاہیہ تلنگی علوم و فنون کی ویسی ہی سرپرستی کرتے تھے جیسے فارسی اور اردو کی وہ تلنگی زبان کے بھی شاعر تھے اور اردو کے بھی۔ ایک زبان کو وہ دوسری زبان کے راستہ میں حائل نہیں سمجھتے تھے۔ درحقیقت بھی ہر ایک کا ایک دائرہ اور مقام ہے چنانچہ تاریخ بھی اس کی شاہد ہے کہ دکن میں زبانوں کے لئے کبھی کوئی اختلافات اور جھگڑے نہیں ہوئے۔ شاہان قطب شاہیہ کی تلنگی زبان اور تلنگی علوم و فنون کی سرپرستی کے باوجود ان کے دور میں اور ان کی سرپرستی میں اردو کو جو ترقی حاصل ہوئی وہ تاریخ ادب اردو جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ علوم و فنون کے علاوہ بھی شاہان قطب شاہیہ نے ہندو مسلم میل ملاپ کے جو ہزارہا نمونے اور روایات چھوڑے ہیں وہ آج بھی اس دور کے ماننے والے شواہد ہیں۔ جب مغفرت مآب حضرت آصفجاہ اول نے دکن کی زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تو اسی اتحاد کی پالیسی کو نہ صرف اپنا اصول حکمرانی بنایا بلکہ اپنے جانشینوں کے لئے بھی یہی طریقہ عمل معین فرمایا جس پر آج تک سلاطین آصفجاہی عمل فرما ہیں اور جس کی بدولت ہمارا اتحاد دوسروں کے لئے باعث رشک اور قابل تقلید بنا ہوا ہے انجمن طلبائے جامعہ عثمانیہ نے اپنی اس یادداشت میں جو اس نے حیدرآباد کی دستوری کمیٹی کے سامنے پیش کی تھی ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کی تائید کی ہے شاہی اختیارات کے کامل تحفظ کے ساتھ ذمہ دارانہ حکومت کا قیام مملکت کی ترقی کے مقصد میں ممد و معاون ہوگا۔ سلطنت آصفیہ سے باہر کے باشندگان تلنگانہ کو متحدہ تلنگانہ کے مذکورہ مسئلہ پر کافی غور کرنا چاہئے وہ اگر کوشش کریں تو سلطنت آصفیہ میں ان علاقہ جات کا شامل ہو جانا کوئی زیادہ مشکل نہ ہوگا۔ اتحاد تلنگانہ سے سلطنت کو بھی کوئی استحکام حاصل ہوگا۔ جغرافی اور تاریخی لحاظات سے سلطنت ایسی فطری بنیادوں پر قائم ہو جائیگی کہ انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو ہلا نہ سکے گی۔

برادران محترم۔ ایک اور امر جس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ دینی تعلیم کا مسئلہ ہے میرے خیال میں حیدرآباد میں دینی تعلیم و تربیت کا جو انتظام ہے وہ کافی نہیں ہے اس میں کافی اضافہ ضروری ہے ملک کی ہر قسم کی ترقی کے لئے افراد ملک کی سیرت کی بڑی اہمیت ہے سیرت سازی میں مذہب کو جو دخل ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ مذہب ہی انسان کو برے راستہ سے بچا کر اچھے راستہ کی طرف لے جاتا ہے مذہب ہی انسان کو اپنی ذات کے تنگ دائرہ سے آگے بڑھا کر اعلیٰ مقامات تک پہنچاتا ہے وہ ایسی بلند خیالی پیدا کرتا ہے کہ ذاتی مفاد اور ذاتی منفعت کی اہمیت باقی نہیں رہتی لہٰذا یہ شعبہ اس کا مستحق ہے کہ دیگر تمام شعبہ جات سے زیادہ اس کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ ترقی کے لئے جو چیز سب سے مقدم ہے اس کو پیدا کرنے والا یہی ہے۔ یہ خیال کرنا کہ مذہب جھگڑے اور فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ کوئی مذہب خونخواری کی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ تو جہاں ایک طرف خدا اور بندہ میں صحیح ربط پیدا کرتا ہے وہاں انسانوں کے آپس کے تعلقات کو اچھے بنیادوں پر مستحکم کرتا ہے جو بھوکوں کو کھانا کھلانے، ننگوں کو کپڑا پہنانے، محتاجوں اور بیکسوں کی دستگیری کرنے، یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کرنے، مظلوموں اور آفت زدوں کی اعانت کرنے، ہمسایوں کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے متعلق اس قسم کا خیال زیادتی ہے۔ ہم خود بھی اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ آج جبکہ ہندوستان کے ایک بڑے حصہ میں آپس کی مخالفتوں کا بازار گرم ہے تو صلح و آشتی کے سب سے بڑے علمبردار علمائے دین ہی ہیں۔ ایک دوسرے سلسلہ سے دینی تعلیم کی اس وجہ سے مخالفت ہوتی ہے کہ اس کا انتظام صرف ایک مذہب کے افراد کے لئے ہے لیکن یہ طریقہ تو ٹھیک نہیں ہے ایک اچھائی کو جو ایک جگہ موجود ہے، وہاں سے صرف اس وجہ سے نکال دیا جائے کہ وہ دوسری جگہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح طریقہ تو یہ ہوگا کہ جس جگہ وہ موجود نہیں ہے وہاں اس کو پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کانفرنس طلبائے عثمانیہ نے اپنے ایک سابقہ اجلاس میں حکومت سے اس کا مطالبہ کیا ہے کہ دیگر مذاہب کی مذہبی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے لہٰذا مذہبی تعلیم کی ایک مکمل اسکیم کے لئے حکومت فوراً ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں لائے اور اس کی سفارشات کو جلد روبہ عمل لائے تو ملک کے لاکھوں مذہب پرست افراد کی بڑی طمانیت کا باعث ہوگا۔

ایک طرف تو دینی تعلیم کی کمی کے باعث ملک کی سیرت سازی جیسی چاہئے ویسی نہیں ہو رہی ہے دوسری طرف منشیات کا بے روک ٹوک استعمال

اہل ملک کے اخلاق کو برباد کر رہا ہے۔ کانفرنس بلیلیان عثمانیہ نے اپنے ایک سابقہ اجلاس میں حکومت سے امتناع مسکرات کے نفاذ کا مطالبہ کیا تھا لیکن اب تک اس کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ امتناع مسکرات پر فوری عمل ہونا چاہیے ملک کی درستی اخلاق کے مقابلہ میں حکومت کو ابکاری آمدنی کے لحاظ کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے اگر آمدنی کا لحاظ بھی کرنا ضروری ہے تو امتناع نافذ کرکے اس کمی کی تلافی انکم ٹیکس سے کی جاسکتی ہے۔ قوی توقع ہے کہ ملک کے ان طبقے جن پر انکم ٹیکس کا بار عاید ہوگا جب یہ معلوم کریں گے کہ ملک کے لاکھوں افراد کی اخلاقی اور معاشی زندگی امتناع مسکرات کے ذریعہ بہتر بنائی جارہی ہے تو وہ انکم ٹیکس کے بار کو بخوشی برداشت کرلیں گے۔

میں کابینہ انجمن بلیلیان عثمانیہ کا نہایت ممنون ہوں کہ اس نے صدارت کے لئے میرا انتخاب فرماکر میری عزت افزائی فرمائی۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ شاہ دین پناہ آصف جاہ سابع سلطان العلوم حضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو جن کے دور کا سب سے بڑا کارنامہ جامعہ عثمانیہ ہے اور جن کی وفاداری وجان نثاری کے جذبات ہمارے رگ و ریشہ میں موجزن ہیں مع صاحبزادگان والا شان بلند اقبال و صاحبزادیان فرخندہ فال صحت و تندرستی کے ساتھ عرصہ دراز تک سلامت رکھے۔ آمین۔

تموشنکو کی فوجیں بڑھ رہی ہیں

ماسکو ۴ مارچ۔ جمعہ کے روز کل شمال مغرب میں دریائے [illegible] کی زبردست جنگ برپا ہے۔ تموشنکو کی فوجیں ستارایا روسا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہ مقام جھیل المن سے چند میل جنوب میں واقع ہے۔

جرمنوں نے اوریل کے خطرہ میں آجانے کا ذکر کیا ہے۔ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی فوجیں کی سمت سے اس شہر کی طرف بڑھ رہی ہیں اور قریب ہوتی جارہی ہیں۔

روسی اعلامیہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مزید جنوب میں لگوف کا ریلوے اسٹیشن فتح کرلیا گیا ہے۔ یہ اسٹیشن کرسک سے مغرب میں کم و بیش چالیس میل کے فاصلہ پر اور خارکوف سے بریانسک کو جانے والی ریلوے لائن کے کنارے خارکوف سے ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

لگوف سے تقریباً ۳۰ میل اوپر روسیوں نے ایک اور اسٹیشن فتح کرلیا ہے۔

ولادی قفقاز کے متعلق علاقہ میں جرمن جھیلی کے سمت کو کھلا رکھنے اور اسے بڑھانے کی کوشش کررہے ہیں اور اسارجا بازو والی گھمسان کی لڑائیاں ہورہی ہیں۔ کریان کے علاقہ میں روسیوں نے جرمنوں کی مقاومت کا ایک اور مرکز اور کئی ایک قریہ فتح کرلیے ہیں۔ (رائٹر)

جاپانی بدرقہ برباد کردیا گیا

جنوب مغربی بحرالکاہل میں نمایاں فتح

میلبورن ۴ مارچ۔ جنرل میک آرتھر کے ہوابازوں نے جنوب مغربی بحرالکاہل میں ایک نمایاں فتح حاصل کی ہے۔ انہوں نے جاپان کے ۲۲ جہازوں کے پورے بدرقہ کو جو نیو گنی پہنچنے کی کوشش کررہا تھا تقریباً برباد کردیا ہے۔

بحر کورال کی جنگ کے بعد اتحادیوں کی یہ سب سے بڑی فتح ہے۔ جنرل میک آرتھر نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔ جاپان کے ۱۲ باربردار جہاز اور دس جنگی جہاز جن کا مجموعی وزن ۹۰ ہزار ٹن ہے ڈبو دیے گئے یا ڈوبتے ہوئے چھوڑ دیے گئے۔ ۱۵ ہزار آدمی جو نیو گنی میں اتحادیوں کے مورچوں پر دھاوا کرنے جارہے تھے غرق کردیے گئے یا ختم کردیے گئے۔ جاپان کے ۵۵ ہوائی جہاز برباد کردیے گئے یا بیکار کردیے گئے جبکہ اتحادیوں کو ایک بمبار اور تین ہوائی جہازوں کا نقصان ہوا۔

جنرل میک آرتھر کہتے ہیں "بحر بسمارک کی جنگ کا اب فیصلہ ہوگیا ہے۔ ہم نے ایک ایسی مکمل فتح حاصل کرلی ہے کہ وہ دشمن کی ایک بڑی تباہی کے برابر ہے۔ دشمن نے اپنی جنگی چالوں کو جو نقشہ بنایا ہے اس پر ہماری یہ فیصلہ کن کامیابی یقینی طور سے اثرانداز ہوگی۔ کم سے کم فی الحال جاپان کی مہم بالکل درہم برہم ہوگئی ہے۔"

جب یہ بدرقہ پہلی بار نیو برٹین کے قریب دیکھا گیا تھا اس وقت اس میں ۲۲ جہاز تھے۔ بعد میں [illegible] آکر ملے۔ اس بدرقہ پر اتحادیوں نے سو ٹن سے اوپر بم اور کئی ہزار گولے برسائے۔ جنگ کے ختم ہوتے ہوتے دشمن کا ہوائی سایہ تقریباً بالکل چھٹ گیا تھا اور دشمن کے جہاز یکہ و تنہا اور حیران و پریشان اتحادی بمباروں کے رحم و کرم پر رہ گئے تھے۔

متحدہ اقوام کی منزل مقصود

میڈم چیانگ کائی شک کی تقریر

واشنگٹن ۳ مارچ۔ میڈم چیانگ کائی شک نے کل رات نیویارک میں ایک بڑے جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ اقوام کی منزل مقصود ایک ایسی تنظیم ہے جس میں دنیا ایک بڑی مملکت بن جائے جو عوام کے لئے مشترک ہو۔

میڈم چیانگ نے کہا کہ ہمارا عظیم ترین وظیفہ اس امر کا تحفظ کرنا ہے کہ اقوام ایک اور تاریک دور میں داخل نہ ہوں۔ اس کا واحد علاج یہ ہے کہ آزادی، انصاف اور مساوات کے اصول زمانہ کے بار اور بوجھ کے متحمل ہوں گے۔ انسانی رفتار کی یہ کبھی نہ ہونے پائے۔ تمام بڑی اور چھوٹی اقوام کو ترقی کے ساری مواقع حاصل رہنے چاہئیں۔ انہوں نے زور دیا کہ اب جنگ کی دنیا میں کوئی گنجائش نہ رہے اور ان تمام کو جنہوں نے ہمیں مجروح کیا درگزر کردینا چاہیے۔ تعاون پر اس لفظ کے حقیقی اور عملی ترین مفہوم میں کاربند رہنا چاہیے۔

میڈم چیانگ کا خیرمقدم کرتے ہوئے لفٹننٹ جنرل آرنلڈ امریکی فوجی ہوائی فوجوں کے صدر نے کہا "ہمیں جاپان پر وسیع پیمانہ کی بمباری کا آغاز کرنا چاہیے تاکہ دشمن کے خود اس کی سرزمین پر کامل تباہی کی ضمانت ہوجائے۔ ہمارے طیارے روزافزوں تعداد میں اور روزافزوں وزن کیساتھ چین پہنچ رہے ہیں۔"

راج گوپال چاری کا بیان

پونہ ۱۰ مارچ مسٹر راجگوپال چاری نے آج رات بمبئی کو روانگی سے قبل اسوسی ایٹیڈ پریس سے ملاقات کے دوران میں بیان کیا میں تفصیلات کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ گو مجھے بہاتما گاندھی سے کچھ اُمید بندھی اور روشنی کی ایک جھلک نظر آئی ہے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی تک کوئی چیز واضح ہوئی ہے۔ مسٹر راجگوپال چاری جو چیاں گزشتہ چار دن سے مقیم تھے روزانہ مسٹر گاندھی سے ملتے اور گفتگو کرتے رہے۔ مسٹر راجگوپال چاری نے کہا کہ قصہ اور تھکی کی کمائی رہی ہے۔ لیکن ہم کو اس تعمیر کے جذبات روکنے چاہئیں اور مشکلات پر غالب آنے کے وسائل و ذرائع تجویز کرنے چاہئیں۔ جب میں پونہ پہنچا تو تاریکی ہی تاریکی تھی۔ میں ان چار دنوں میں گاندھی جی کے بستر کے پاس بیٹھ کر ان سے گفتگو کرتا رہا۔ یہ خود بھی ایک لطف و کرم ہے اب جبکہ میں یہاں سے واپس ہو رہا ہوں تو میری مشکلات بڑی حد تک کم معلوم ہوتی ہیں اور تدریجاً مجھے اُمید بندھتی جا رہی ہے۔ یہ ضرور کہوں گا کہ حال میں جو واقعات رونما ہوئے تھے وہ پیچیدہ ہوں اور سنجیدگی سے غور کریں۔ مسٹر راجگوپال چاری نے آگے چل کر کہا مجھے اپنے احباب سے ملنا اور کوئی تجویز نکالنی چاہئے انھوں نے یہ بھی کہا کہ

مسٹر گاندھی سے کہ برت نے ہمارے نفس کا تزکیہ ہوتا اور پہلے سے زیادہ لوگوں کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوتا وہ مسائل پر صرف کرنے کے بجائے اپنے ہی پر مرکوز کر لی چاہئے۔ مسٹر راجگوپال چاری نے مسٹر گاندھی سے اپنے مباحث کے متعلق گفتگو کرنے سے انکار کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ گفتگو بالکل ختم کر دی جائے اور مزید تجاویز کے متعلق موجودہ منزل پر سوالات نہ کئے جائیں۔